

مَدَنِيَّةُ اللَّهِ لَا تُفْضَلُ إِلَّا بِاللَّهِ

حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاج کتب کلمتہ خلاصی نو لکھنؤ (۲۵)



بہ تمام ترین محمد غنی احمد ابن جناب حاجی محمد عبدالصمد صاحب لک مطبع رزاقی

مَطْبَعُ رَزَاقِي مُطْبَعُ



BP

190

5

M8 T4

1909

JAN 20 1960

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي جعل اللسان مترجماً عن الغيوب والآذن قمعاً للقلوب والصلوة والسلام  
 على سيدنا محمد الذي هو كشف لكروب وشاف عن العيوب وشاف لاهل الذنوب  
 وعنه آله وصحبه لا تقيا الا صفياء المسبحين قبل طلوع الشمس وقبل الغروب الذين  
 لا يمسهم فترة ولا لغوب من اعداء الظاهر والباطن في الحروب وعلى  
 اولياء امته الذين بذلوا مجهم في لقاء المحبوب ورضاء المشهود المحبوب -  
 اما بعد اس زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ ہر چار طرف تواری کا زور ہے اور مجالس سماع کا  
 شور ہے نہ اس کے آداب پر نظر ہے نہ اسکے شرائط و مواعظ کی خبر ہے ہر عامی اجتہاد کا دم بہر ہے  
 اور محققین سے جھگڑ کر رہا ہے کوئی بزرگان پیشین کے فعل کو سندلاتا ہے کوئی رسالے اور  
 اشتہار دکھاتا ہے اس طرح طرف ثانی میں کسی کو اولیاء اللہ پر انکار ہے اور علی الاطلاق  
 اس عمل کی حرمت پر اصرار ہے کسی کو یہ تماشا نئی اختلاف دیکھ کر حیرانی ہے اور ناحقیقت  
 شناسی سے پریشانی ہے اس لیے اس ہجیران نے حسبہ سد وانظاراً للحق چاہا کہ چند مختصر فصول  
 اس مسئلہ کے متعلق لکھے اور اس فن کے مسلم الثبوت ائمہ کی ارشادات ان میں پیش کرے  
 تاکہ حق کا ایضاح ہو اور اہل غلط اور اہل علو کی اصلاح ہو وما علینا الا البلاغ امین ان ربک  
 ہوا علم من اقبل عن سبیلہ وہو عالم بالمہتدین تمہید جاننا چاہیے کہ اول تو اس میں کلام ہی



کہ آیا ائمہ اربعہ میں سے کسی نے سماع کو جائز رکھا ہے اور اگر کسی نے کے نزدیک جائز ہے تو امام ابو حنیفہؒ جن کی ہم لوگ تقلید کرتے ہیں آیا ان کے مذہب میں بھی جائز ہے اور اگر کسی نے اُن سے بھی جواز نقل کیا ہو تو وہ ناقل علماء مذہب حنفی سے ہے یا نہیں پھر شوق ثانی پر یہ نقل علماء حنفیہ کی نقل کے معارض تو نہیں اور در صورت تعارض کسی نقل کو ترجیح و تقدیم ہے اور در صورت عدم جواز مذہب حنفی آیا حنفی کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا چاہئے یا اپنے امام کے قول کو لینا چاہئے اور اگر دوسرے امام کے قول کو لیکر سماع کو جائز کہا جاوے تو آیا وہ مطلق سماع ہے یا مع آلات ہے اور اگر مع آلات ہے تو آیا کل آلات جائز ہیں یا بعض اور جو کچھ بھی ہو آیا اباحت اسکی قیاسی ہے یا قول و فعل شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منصوص ہے اور اگر حال میں اسکی اباحت کے لئے کچھ شرائط و موانع بھی ہیں یا نہیں اور ہمارے زمانہ کے مجالس سماع میں آیا وہ شرائط مجتمع اور موانع مرتفع ہیں یا نہیں اور اگر کسی شخص یا کسی جماعت کے حق میں بوجہ اجتماع شرائط و ارتفاع موانع اہلیت کا حکم کر کے مباح بھی قرار دیا جاوے لیکن احتمال ہو کہ اُس کے سنیئے سے دوسرے شخص کو جو اُس کا اہل نہیں ضرر ہوگا تو اس صورت میں اُس اہل کو اجتناب لازم ہے یا نہیں اور اگر نہ اس کو ضرر ہو نہ اسکی وجہ سے دوسروں کو تب یہی بوجہ تشبہ اہل بدعت کے اُس کا ترک ضروری ہے یا نہیں اور اگر کہیں تشبہ کا بھی شبہ نہ ہو تب بھی اختلاف علماء ہی بخیر کی نیت سے کیسویٰ اولے ہی میں یہ دس مقصد چھوٹی چھوٹی دس فصلوں میں لکھ کر خاتمہ پر کتاب کو ختم کر دینگے واللہ تعالیٰ العالیٰ التجار ومنہ الابتداء والیہ الانتہاء **فصل اول** اسکی تحقیق کہ ائمہ مجتہدین میں سے آیا سماع کو کسی نے جائز کہا ہے امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ قاضی ابو الطیب طبریؒ نے امام شافعیؒ و امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ و امام سفیانؒ اور ایک جماعت علماء سے ایسی الفاظ نقل کیے ہیں جس سے استدلال ہوتا کہ ان سب حضرات کی رائے اسکے تحریم کی ہے آہ اور عوارف المعارف میں ہے کہ امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ وہ ناپسند فرماتا ہے اور فرماتے تھے کہ اس کو زندیقوں نے وضع کیا ہے تاکہ قرآن مجید میں دل نہ لگنے دین اور امام مالکؒ کے نزدیک مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص لوٹری خریدے اور وہ گانے والی نکلے تو اس عیب کی وجہ سے اُس کو واپس کر سکتا ہے اور یہی مذہب ہے تمام اہل دین کا اور



اسی طرح مذہب ہر امام ابو حنیفہؒ کا اور راگ سننا گناہوں سے بڑا ہے۔ **فصل ثانی** اسکی تحقیق میں  
 کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سماع کا کیا حکم ہے درختار میں ہے کہ اس شخص کی یہی گواہی مقبول نہیں  
 جو جمع میں گاتا ہو کیونکہ وہ شخص لوگوں کو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہے قاتلینان میں ہے کہ اصل میں  
 مذکور ہے کہ گانے والے کی گواہی مقبول نہیں ہوگی اس کا اعلان کرتا ہے اور لوگوں کو جمع  
 کرتا ہے کیونکہ وہ شخص علی الاعلان معصیت کرتا ہے درختار میں حضرت بن مسعودؓ کا قول  
 نقل کیا ہے کہ آواز ہو اور گانے کی جماعتی ہر نفاق کو قلب میں جسطرح پانی گھاس کو جاتا ہے رسالہ  
 نصیحت میں بسوط سے نقل کیا ہے کہ ملاہی کا سننا اور گانا سب حرام ہے اور محیط سے لکھا ہے کہ  
 گانا اور تالیان بجانا اور ان چیزوں کا سننا سب حرام ہے اور نہایت ہی لیا ہے کہ گانا اور تالیان بجانا  
 اور طنبورہ اور بربط اور دت اور جواسکے مشابہ ہو حرام ہے اور رسالہ مذکورہ میں حضرت مولانا  
 شاہ عبد العزیز صاحبؒ کا فتویٰ منقول ہے اس میں لکھا ہے کہ مضمرات میں ہر جس شخص نے  
 کہ مباح کیا غنا کو وہ فاسق ہوگا اختیار میں ہے کہ تحقیق غنا گناہ کبیرہ ہے حادیہ میں ہر نفی حرام ہے  
 تاتار خانہ میں امام حلوانی کا قول نہایت شدید نقل کیا ہے یہاں تک منقول تاتار سالہ مذکورہ  
 کفایہ حاشیہ ہدایہ میں مستصفیٰ سے نقل کیا ہے کہ غنا سب و نیون میں حرام ہے پس زیادات میں  
 کہا ہے کہ جب وصیت کرے کوئی شخص ایسے امر کی جو گناہ ہو ہمارے نزدیک وراہل کتاب  
 کے نزدیک اور مذکر کیا منجملہ ایسے امور کے گانے والوں اور گانے والیوں کے لیے وصیت  
 کرنے کو اور طہیر الدین امر غنیائی سے منقول ہے کہ جو شخص ہماری زمانہ کی قرأت پڑھنے والے کی قرأت  
 سن کر کہے کہ خوب پڑھا وہ کافر ہو جاتا ہے اور مراد یہ کہ جو غنا سے قرآن پڑھے ہدایہ میں جہان دعوت کے  
 موقع پر غنا پائے جانے کا حال لکھا ہے مرقوم ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ کل ملاہی حرام ہیں  
 حتیٰ کہ لکڑی بجا کر گانا بھی اور اسی طرح امام کے اس ارشاد سے کہ میں نہیں گیا تھا یہی معلوم ہوا  
 کیونکہ پھینسا تو گناہ کی چیز میں ہوا کرتا ہے یہ سب کتاب میں معتبر مذہب حنفی کی ہیں جو تدوین مذہب  
 امام ابو حنیفہؒ کے لیے وضع ہوئی ہیں ان کا اتفاق دلیل کافی ہے اس پر کہ امام صاحب کا  
 مذہب اس بارہ میں تحریم ہے۔

**فصل ثالث** اسکی تحقیق میں کہ بعض کتب میں جو امام ابو حنیفہؒ سے جواز منقول ہے وہ

مذہب  
اس  
بارہ  
میں  
سب  
جلد  
یہ  
نہ  
سب  
یک  
کی  
کی



حجت ہی یا نہیں۔ آندون بعض رسائل شامل ہوئے ہیں جن میں امام صاحب کا مذہب بھی جواز کا نقل کیا ہے سو مصنفین ان رسائل کے شافعی یا مالکی یا حنبلی یا اہل ظواہر سے ہیں اور علماء حنفیہ کی نقل کا حال فصل ثانی میں معلوم ہو چکا سو تعارض کے وقت حسب قاعدہ مسئلہ اہل البیت اور سبہ ہائے علماء غیر مذہب کی نقل مرجوع و نا کافی ہوگی جس طرح اگر حنفی دوسری مذہب کا کوئی قول اس مذہب کے علماء کے خلاف نقل کرے تو حنفی کا نقل کرنا حجت نہ ہوگا خود صاحب ہدایہ نے حلت متعہ کو امام مالک کی طرف نسبت کیا چونکہ ان کے علماء مذہب کی تصریح کے خلاف ہی اس کی کئی بھی اعتبار نہیں کیا۔ **فصل رابع** اسکی تحقیق میں کہ آیا حنفی کو مسئلہ سماع یا کسی دوسری ایسی ہی مسئلہ میں اپنا امام کا مذہب کے خلاف عمل کرنا بلا ضرورت جائز ہی یا نہیں۔ کتب اصول و فقہ میں وجوب تقلید شخصی پر دلائل قائم ہو چکے ہیں اور مقلدین کے نزدیک یہ مسئلہ مسلمات اور اجلے بدیہیات سے ہے اس لیے بلا اضطراب شدید دوسرے مذہب کا اختیار کرنا صریح شیعہ غیر مقلدی کا ہی بالخصوص خطا نفس کے لیے ایسے حیلے ڈھونڈنا سخت ضعف دین کی دلیل ہے۔

**فصل خامس** اس تحقیق میں کہ اگر دوسرے ہی امام کا قول لے لیا جاوے تو آیا مطلق سماع کی اجازت دی ہی یا مع آلات اور پھر کونسے آلات امام غزالی جو شافعی مذہب میں احیاء العلوم میں مزامیر اور افتاح میں ستار وغیرہ بھی داخل ہے اور طبل کو جو ڈھولک کو بھی شامل ہے ان سب کو حرام فرماتے ہیں اور دف کی نسبت صاحب عوارف کہ وہ بھی شافعی ہیں فرماتے ہیں کہ گو امام شافعی کے مذہب میں اس میں گنجائش ہی تاہم ترک کرنا بہتر ہے اور احتیاط پر عمل کرنا اور اختلاف سے بچنا خوب ہے آہ اور رسالہ البطلال میں حرمت آلات کو جمہور کا مذہب قرار دیا ہے اور بو آرق میں فرما کر حرام لکھا ہے اور مصنف ان دونوں رسالوں کے حنبلی و شافعی ہیں اور حنفیہ کا مذہب تو فصل ثانی میں معلوم ہو ہی چکا ہے۔

**فصل ساووس** اسکے بیان میں کہ در صورت اباحت سماع آیا اسکی اباحت قیاسی ہے یا حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل سے ثابت ہے۔

سوا قول سے ظاہر اہم انتہی ہی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوا مامہ رض سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گانے والی لونڈیوں کے



بیچنے اور خریدنے سے اور ان کی کمائی اور محنت کھانے سے اور طبرانی نے بروایت عمر رضی اللہ عنہ نقل کیا  
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے والی لونڈی کی قیمت حرام ہے اور اس کا گانا حرام ہے  
 اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ گانے والی لونڈیوں کو نہ بیچو اور نہ خریدو اور نہ  
 ان کو اسکی تعلیم دو اور ان کی تجارت میں خیر نہیں اور انکے دام حرام ہیں اور ابن ابی الدنیا اور طبرانی  
 اور ابن مردویہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم اس  
 ذات پاک کی جس نے مجھ کو دین حق دیکر بھیجا کہ نہیں بلند کیا کسی شخص نے اپنے آواز کو گانے میں مگر  
 مسلط فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اُسپر دو شیطانوں کو کہ سوار ہوتے ہیں وہ اس کے کندھوں پر  
 پھر اُسکے سینے پر لائیں مارتے ہیں جب تک کہ وہ خاموش نہ ہو جاوے اور ابن ابی الدنیا نے  
 ذم ملاہی بن اور بیہقی نے سین بن ابن مسعود سے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 کہ گانا بڑھا تا ہی قلب میں لفاق کو جس طرح بڑھا تا ہے پانی ترکاری کو اور بہت احادیث اس باب میں  
 مروی ہیں یہ تو مطلق سماع کے باب میں روایات نقل کی گئیں اور خصوص معازف و مزامیر  
 کے باب میں بھی بہ کثرت دلائل حرمت کے وارد ہیں امام بخاری نے روایت کیا کہ فرمایا حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں ایسے لوگ ہونے والے ہیں کہ خمر اور حیرا اور شراب اور  
 معازف کو حلال سمجھیں گے اور ترمذی نے یحییٰ بن سعید سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت پندرہ کام کرنے لگے گی اسوقت ان پر بلائیں نازل ہونگی  
 منجملہ انکے گانے والی لونڈیوں اور معازف کے تیار کرنے کو بھی شمار فرمایا اور بزار اور مقدسی اور  
 ابن مردویہ اور ابوالنعیم اور بیہقی نے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آوازیں  
 ملعون ہیں دنیا اور آخرت میں ایک مزار کی آواز گانے کے وقت دوسری چلانے کی آواز  
 مصیبت کا وقت اور مثل اسکے بہت احادیث ہیں شروع فصل سے یہاں تک یہ سب حدیثیں رسالہ  
 البطلان و دعویٰ الاجماع سے نقل کی گئیں اور رحمة مہدۃ میں قیس بن سعد بن عبادہ سے مروی ہے  
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک میرے رب نے حرام فرمایا جھپڑا شراب اور قمار اور  
 قذیر یعنی عود یا طنبورہ اور ڈھولک اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا انھوں نے دف  
 حرام ہے اور معازف حرام ہے اور ڈھولک حرام ہے اور مزار حرام ہیں روایت کیا



ان دونوں حدیثوں کو بہیقی نے اور مشکوٰۃ میں بہیقی سے بروایت جابر بن عبد اللہ نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گانا جاتا ہوا ہر نفاق کو قلب میں جس طرح جاتا ہوا پانی کھیتی کو اور سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو سپین گے اور ان کے سر نہ پر معازف اور گانے والیوں سے بجایا گیا جو اے گا اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھسا دے گا اور ان کو بندہ اور خنزیر بنا دے گا اور جامع ترمذی میں ہے کہ ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت میں بھی خسف اور سبخ واقع ہوگا جب علی الاعلان ہو جاوے گا دین گانے والیاں اور معازف اور سند بن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک قوم اس امت سے آخر زمانہ میں بندہ اور خنزیر بن جائے گی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ لوگ لالاہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل نہ ہونگے آپ نے فرمایا کیوں نہ ہونگے بلکہ صوم و صلوٰۃ و حج سب کچھ کرتے ہوں گے کیسے عرض کیا کہ پھر اس سزا کی کیا وجہ آپ نے فرمایا کہ انھوں نے معازف اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار کیا ہوگا اور سند احمد میں مروی ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ متادون مزامیر اور معازف کو اور ابن ابی الدنیا اور بہیقی نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا لعنت کرے گانے والیوں پر اور جسکی خاطر گایا جاوے اور طبرانی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا غنا سے اور اسکے سننے سے مشکوٰۃ کے بعد کی روایتیں رسالہ نہیجت سے نقل کی گئیں ہر جہد کہ بعض روایات پر ضعف کا حکم لگایا جائے کہتا ہے مگر اول تو سب ضعاف نہیں بہت سی صحاح بھی ہیں پھر کثرت طرق بالاتفاق جابر ضعف ہو جاتا ہے یہاں تک کہ قولی روایتیں ہیں جن سے کھلم کھلا ممانعت معلوم ہوتی ہے رہا حضرت شارع علیہ السلام کا فعل سو ہر چند کہ مدعیان جواز قصہ عروسی ربیع بنت معوذ اور قصہ غنا و جہاریتین فی یوم الفطر و قصہ نذر وقت رجوع غزوہ کو اثبات مدعا کے لیے پیش کرتے ہیں اور اہل ظاہر نظر سرسری میں اس کو جواز کی دلیل بھی مان لیتے ہیں مگر انصاف یہ ہے کہ ان روایات میں غنا لغوی مذکور ہے اور اس میں گفتگو ہو رہی ہے



وہ صرف اس کا نام نہیں کہ کوئی شعر ذرا آواز بنا کر پڑھ دیا بلکہ خاص لغات و تحریک صوت برعایت قواعد موسیقی کا نام ہے ان روایات میں اس کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ایسی حالت میں روایات فعلی جواز سماع متعارف کے لیے کس طرح کافی ہو سکتی ہیں ہمارے اس دعوے کی تائید کے لیے صاحب عوارف کا ارشاد کافی حجت ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے شعر سنایہ غناء کے سبلح ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ شعر ایک کلام منطوق کا نام ہے اور اس کا مقابل نشر کہلاتا ہے اگر مضمون اچھا ہے تو شعر بھی اچھا ہے اگر وہ برا ہے تو یہ بھی برا ہے اور غناء تو خاص لغات اور الحان سے ہوتا ہے اور اگر کوئی منصف انصاف سے کام لے اور غور کرے کہ اہل زمانہ کس طرح جمع ہوتے ہیں اور گانے والا اپنا دف اور بانسلی والا بانسلی لیکر بیٹھتا ہے اور پھر دل میں سوچے کہ آیا اس ہیئت سے یہ جلسہ کہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا ہے اور آیا ان حضرات نے کسی قوال کو بلایا ہے اور اسکے سننے کو جمع ہو کر بیٹھیں ہیں بالضرور انکار کر اٹھے گا کہ ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اصحاب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت نہیں ہوئی اور اگر اس عمل میں کوئی فضیلت مقصودہ ہوتی تو یہ حضرات اس کو ہرگز نہ چھوڑتے آہ۔ یہ تو احادیث صحیحہ سے استدلال کرنے کا ذکر تھا کہ گو حدیث ثابت ہے مگر استدلال صحیح نہیں اور اس باب میں جو موضوع حدیثیں پیش کی جاتی ہیں جیسا قصہ تقسیم فرمانے چادر مبارک کا ان کے تو جواب ہی کی حاجت نہیں کیونکہ خود ان کا ثبوت نہیں چنانچہ تقسیم رواد کے قصہ کو صاحب عوارف نے تصریحاً موضوع کہا ہے۔ پس ہر گاہ احادیث قولیہ سے ممانعت ثابت اور احادیث فعلیہ سے جواز غیر ثابت اب جواز کا انصوص کتنا جیسا ہمارے زمانہ کے مجوزین اس پر اصرار کرتے ہیں کسی طرح صحیح نہیں پس اباجہ جسکے نزدیک ہو قیاسی ہے ایسی حالتیں بعض لوگوں کی یہ دلیری کہ شکرین جواز کو کافر کہتے ہیں کس قدر بے احتیاطی کی بات ہے اگر کسی کو رسالہ بوارق الاسماع فی تکفیرین مجرم السماع یا اسکی مثل کسی تصنیف یا تحریر سے شبہ پڑا ہو تو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ انہوں نے سماع کے معنی عام لئے ہیں حتیٰ کہ نظم سادہ و نشر کو بھی شامل ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں کلام نہیں جیسا اوپر بھی ذکر ہو چکا۔

**فصل سابع** اسکے بیان میں کہ در صورت اباحت اس کے لیے کچھ شرائط و مواقع ہیں

اور اگر ان احوال میں کوئی شخص قائل ہو کہ یہ سماع صحیح نہیں ہے تو غلطیابی الباب میں صحت کا ثبوت نہ ہو گا یہ نہیں کہ ہوا ہے ثابت ہو تو وہ صرف بلکہ اس جواب سکوت غلطی



یا نہیں اور ہمارے زمانہ میں آیا وہ شرط پائے جاتے ہیں یا موانع موجود ہیں۔ سو امام غزالیؒ نے  
 احیاء العلوم میں پانچ شرطیں اور پانچ مانع لکھے ہیں شرطیں یہ ہیں اول رعایت زمان و مکان  
 و اخوان کی۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ سماع تین چیز کا محتاج ہے اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو مست سنو۔ زمان  
 و مکان و اخوان۔ زمان سے مراد یہ ہے کہ ایسا وقت ہو کہ اس میں کوئی ضروری کام شرعی یا طبعی  
 نہ ہو۔ جیسے کھانا کھانا کسی سے قصہ و تکرار ہونا نماز پڑھنا یا اور کوئی ایسا شغل جس سے دل  
 بٹ جاوے مکان سے مراد یہ ہے کہ موقع سماع کا ایسا ہو کہ وہاں آمد و رفت کا رستہ نہ ہو۔ ایسا  
 کوئی ہنگامہ نہ ہو جس سے دل بٹ جاوے۔ اخوان سے مراد شرکار مجلس اس شرط کی وجہ یہ ہے  
 کہ جب مجلس میں کوئی ناجنس جو دولت باطن سے بے بہرہ ہو آجاتا ہے اس کا آنا ناگوار اور گران  
 معلوم ہوتا ہے اور دل اُدھر لگتا ہے اسے بطرح جب کوئی مغرور دنیا دار آجاتا ہے اسکی  
 آدبگت اور دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے یا کوئی بناوٹ والا یا کار صوفی شامل ہو جاتا ہے جو  
 ریاکاری سے وجد کرتا ہے کپڑے پھاڑتا ہے ایسے لوگوں کی شرکت سے لطفت برباد ہو جاتا ہے۔  
 اب ملاحظہ فرمائیے ہمارے زمانہ میں اس شرط کی کمان تک رعایت کیجاتی ہے اکثر نمازوں کے  
 وقت سماع ہوتا رہتا ہے گاہ گاہ نماز بھی فوت ہو جاتی ہے اور جماعت کا فوت ہو جاتا اور  
 وقت کا تنگ ہو جاتا تو معمولی بات ہے پھر نماز یا جماعت کے فوت ہو جانے سے قلع بھی  
 نہیں بمقابلہ سماع کے سنن و فرائض کی کچھ زیادہ وقعت نہیں سمجھی جاتی ہے بلکہ بعض لوگ کہہ اٹھتے  
 ہیں کہ میان حقیقی عبادت تو یہی ہے اور نماز سے بڑھ کر ہے نعوذ باللہ منہ اکثر ایسے موقعوں  
 پر سماع ہوتا ہے جہاں کسی کی بھی روک ٹوک نہیں ہوتی ہے کہ اکثر فواحش و بازاری و  
 عوام الناس تماشا دیکھنے جمع ہو جاتے ہیں تخلیہ کا کین بھی اہتمام نہیں ہوتا اکثر امرا و اہل  
 ثروت حاضر رہتے ہیں عین مجلس میں انکی نشست و برخاست میں امتیاز کا لحاظ کیا جاتا ہی  
 ریاکار یہی کثرت سے شریک رہتے ہیں بلکہ زیادہ حصہ ان ہی لوگوں کا ہوتا ہے بعض مجالس میں اہل  
 اندکاز بھی ہوتے ہیں جو اہل حال پر ہنستے ہیں انہیں وطن و اعتراض کرتے ہیں جتنے کہ بعض موقعوں  
 پر نوبت فوجدارہ کی مناقشہ کی بھی ہو جاتی ہے غرض شرط مذکور کا ایک جزو بھی  
 نہیں پایا جاتا۔ اب دوسری شرط کی نسبت امام صاحب فرماتے ہیں دوسری



ادب یہ ہے کہ حاضرین کی حالت میں غور کرے جن مریدوں کو سماع سے ضرر ہوتا ہے شیخ کو چاہیے کہ  
اُن کے روبرو سماع نہ سنے جن لوگوں کو سماع مضر ہوتا ہے وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ شخص  
جو ابھی طرقت سے واقف نہیں ہوا صرف ظاہری اعمال کو جانتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو  
بوجہ مناسبت باطن کے سماع سے ذوق تو ہے مگر ابھی اُس میں خطوط اور شہوات باقی ہیں  
نفس کی قوت اچھی طرح شکستہ نہیں ہوئی ایسے شخص کو سماع سنانے سے شہوت کا ہیجان  
ہوگا اور پیارے غریب کا راہ مارا جاوے گا اور تکمیل سے رہ جاوے گا تیسرا وہ شخص کہ اُسکی شہوت  
بھی شکستہ ہوگئی ہو اور کسی خرابی کا بھی اندیشہ نہ ہو اور اُسکی چشم بصیرت بھی کشادہ ہوگئی ہو اور اللہ  
تعالیٰ کی محبت بھی اُس کے قلب پر غالب ہو مگر ظاہری علوم میں کمال اور خفگی حاصل نہ ہوئی ہو  
اور اسما و صفات کے مسائل سے اچھی طرح واقف نہ ہو جس سے یہ سمجھ سکے کہ جناب باری تعالیٰ  
میں کس امر کو نسبت کرنا جائز ہے اور کس کو منسوب کرنا باطل جب ایسا شخص سنانا شروع کرے گا تو  
سب مقامین اللہ تعالیٰ کی طرف لے دوڑی گا خواہ اُس کا منسوب ہونا باری تعالیٰ کی طرف صحیح ہو یا غلط  
پس ان خیالات کفریہ سے جس قدر مضر ہوگا سماع سنانا نفع بھی نہ ہو ہوگا سو ایسے شخص کو سماع لائق نہیں  
جس کا قلب ہنوز چپ نہا و جب چاہ میں آلودہ ہو اور ایسے شخص کو بھی مناسب نہیں جو شخص لذت اور طبیعت  
خوش کرنے کو مستعد ہو پھر شدہ شدہ اُسکی عادت ہو جاوے اور ضروری عبادات اور مراعات قلب سے  
اُس کو باز رکھے اور طریق سلوک اُس کا منقطع ہو جاوے الغرض سماع بڑی لغزش کی چیز ہے  
ضعیف الحال لوگوں کا اُس سے بچنا واجب آہ۔ اب اپنی زمانہ میں ملاحظہ فرمائیے اکثر سماع میں ایسے  
ہی ہوتے ہیں جن کے حق میں سماع مضر ہو باطن کی توکمان نوبت آتی ہے اُن لوگوں کے ظاہری  
اعمال تک درست نہیں ہوتے کثرت سے بے نماز ڈاڑھی منڈی رشوت خوار ظالم آوارہ مزاج  
بدو شمع نوش و شہوت مخمور پرست اس قسم کے لوگ شریک ہوتے ہیں اور اگر اُن میں کوئی شخص  
مرتاض عابد زاہد ذوق شوق والا بھی ہو اگر علم ظاہری بقدر کفایت نہیں ہو مانہ شریعت سے  
آگاہ جس سے یہ سمجھے کہ کون مضمون کا اعتقاد کرنا جناب باری میں جائز ہے اور کس کا ناجائز ہے  
نہ علم حقیقت میں ماہر کہ مسائل غامضہ کو صحیح صحیح سمجھ سکے نہ عارفین کے اصطلاحات اور  
رموز سے واقف جس سے اشعار سموئے کی تاویل کر سکے اور شریعت و حقیقت



یہ ہے زمان یعنی ایسا وقت جس میں کوئی طبعی یا شرعی حاجت نہ ہو مکان یعنی ایسا موقع جہاں عام آمد و رفت نہ ہو نہ کوئی ہنگامہ قلب کا مشغول کر لینے والا ہو خواہ ان یعنی شرکاء مجلس میں سے کوئی ناخمس نہ ہو دنیا دار نہ ور یا کار نہ ہو بلکہ سب کے سب طریقت سے واقف مجاہدہ میں کامل علم ظاہری و باطنی میں مہملات صوفیہ سے باخبر ظاہر و باطن کو مطابق کرنے پر قادر ہوں ورنہ ایسوں کو سننا تو کیا ایسوں کے روبرو سننا بھی جائز نہ ہو گا۔ تجز مضمون کے کسی طرف التفات نہ کرنا نہ کیسے آنے جانے کی طرف نہ کسی کے وجد و خیال کی طرف بحسب حرکت بیٹھا رہنا نہ کنکار ناہ جمالی لینا نہ اپنے ارادے سے کوئی جنبش کرنا بعد غلبہ کے کیفیت فرو ہو جانے کے وقت ادب اور سکوت اور سکون اختیار کرنا تصنع و ریا سے حال کی صورت نہ بنائے رکھنا قوال کا خوش و نوجوان محل شہوت نہ ہونا خواہ لڑکا ہو یا عورت بلکہ اس میں بھی وہی صفات ہونا جو اہل مجلس میں ہونا ضرور ہے کیونکہ وہ بھی تو شریک سماع ہے بالخصوص عمل اور علم پر قدرت کافی حاصل ہونا ورنہ بے علمی میں تو اسرار و حقائق کے مضامین کے غلط معنی سمجھ کر زبان سے نکال کر اپنا ایمان تباہ کرے گا اور بد علمی میں مشائخ کی عنایت اور خوشنودی مزاج اور ان کے امر یا المعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے سے اپنی بد حالی پر اس کو زیادہ جرات ہوگی اور اس کی برائی اس کے جی میں نہ رہیگی اور باعث ان دونوں خرابیوں کے اہل سماع ہونگے اور ظاہر ہے کہ معصیت کا سبب بن جانا ہی معصیت ہوتا ہے مزامیر اور ڈھولک وغیرہ نہ ہونا اشعار میں مضامین خط و حال و فراق و وصال و مجازی حسن و جمال کا نہ ہونا اگر اتفاقاً ایسے الفاظ آجاد میں تو حسب اصطلاحات تصوف محبوبہ حقیقی کے معاملات پر برعایت حدود شرعیہ اس کو منطبق کرنا جسکے لیے کمال علم کی ضرورت ہے سننے والے کا حالت شباب میں نہ ہونا اس کا ہو کر نہ ہو جانا صفات نفسانی و احوال قلبی میں امتیاز کا سلیقہ ہونا و تجدید میں نشاط طبعی و نفسانی کا ذرہ برابر آمیزش نہ ہونا جس قدر غلبہ ہوا ہو اس سے زائد بالکل اظہار نہ ہونا اس میں اختیار کا بالکل دخل نہ ہونا جب تک ضبط کی قدرت ہو تو غرہ نہ مارنا ہاتھ پاؤں نہ ہلانا و تجدید میں نیت فاسد نہ ہونا جیسے تحصیل مال و تحصیل بجاہ و قبول عذر الخلق کیسے نہ لپٹنا نہ کیسے ہاتھ پاؤں چومنا عورتوں کا اس مجلس کو نہ جھانکنا عوام کو جمع کرنے کے لیے کوئی سامان مثل طعام و شیرینی کے نہ ہونا محض لذت کے لیے نہ سننا کسی عباد یا وظیفہ کا ناچہ نہ ہونا



اگر اہل انصاف ملاحظہ فرمالیں کہ مجالس سماع میں فی زمانہ یہ شرطیں ختم ہوں یا نہیں۔

**فصل ثامن** اس بیان کی کہ اگر کسی شخص میں اباحت کے تمام شرائط موجود ہوں اور اس لیے سماع اسکے حق میں مضرب ہو مگر اس کے سننے سے احتمال ہو کہ دوسرا شخص جس میں وہ شرائط نہیں پائے جاتے سننے لگے گا اور اس کو ضرر ہو گا تو اس صورت میں اس شخص پر لازم ہے کہ باوجود خود ضرر نہ پانے کے دوسرے مسلمان پہائی کو ضرر سے بچانے کے لیے ترک کرے کیونکہ جس طرح معصیت کا ارتکاب معصیت ہی اسی طرح معصیت کا سبب اور ذریعہ بننا بھی معصیت ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کر و نیکی اور تقویٰ پر اور مت مدد کر و گناہ اور ظلم پر امام غزالی رحمہ اللہ کا ارشاد اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ اگر شیخ مرید کے حق میں سماع کو مضرب سمجھے تو اس کے رد و سماع نہ سننے اور کتب فقہیہ میں بہت سے مسائل اس قاعدہ پر مرتب کئے ہیں کہ اگر کسی شخص کی فعل سباح کرنے سے دوسرا شخص معصیت اعتقاد سی یا عملی میں مبتلا ہو جاوے تو اس شخص کو اس فعل سباح کا ترک کر دینا واجب ہے چنانچہ ماہرین فن فقہ پر یہ امر مخفی نہیں۔

**فصل ناسم** اس بیان میں کہ بالفرض اگر نہ اس شخص کو ضرر ہو نہ اسکی وجہ سے دوسرے کو ضرر ہو لیکن اہل بدعت کے ساتھ تشبہ ہوتا ہو جیسا کہ اس زمانہ میں مشاہدہ ہو رہا ہے کہ یہ فعل کثرت سے اہل بدعت میں شائع ہو رہا ہے اور اسی قوم کا شعار بن گیا ہے تو اس مشابہت سے بچنے کے لیے اس عمل کا ترک کر دینا بہتر ہے حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ ان ہی میں سے ہے اور تیسرا یہ ہے کہ اہمیت اور بدگمانی کے مواقع سے بچو اور ظاہر ہے کہ بدعتیہ سے لوگوں کی وضع اختیار کرنے سے دیکھنے والوں کو خواہ مخواہ بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے اس قاعدے پر ہمارے فقہاء نے بہت مسائل متفرع کیے ہیں مثلاً اونچے مقام پر تنہا امام کے کھڑے ہونیکو مکروہ کہنا کسی زمانہ میں واجب یا ہتہ میں انگشت تری پہننے کو مکروہ کہنا یہ سب فروع اسی اصل کے ہیں امام غزالی فرماتے ہیں کہ اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی سنت شعار اہل بدعت کا ہو جاوے تو اس کو ترک کر دینا چاہئے تاکہ ان سے مشابہت نہ ہو جاوے آہ۔ جب سنت کا یہ حکم ہے تو سباح بدرجہ اولیٰ ایسی حالت میں قابل ترک ہوگا۔



**فصل** عاشق اس بیان میں کہ اگر کہیں تشبیہ کا بھی شبہ نہ ہو تب بھی بوجہ مختلف فیہ اور محل  
 خطر ہونے اس عمل کے ترک ہی کرنا افضل اور موجب اجر و ثواب و اقرب الی الاحتیاط ہے۔ رسالہ  
 ابطال میں ہے کہ اس تمام تر بیان کے بعد ہم کہتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ اقوال اور دلائل کا اختلاف بیان  
 کیا ہے اس سے یہ امر بلاشبہ حاصل ہوتا ہے کہ سماع امور مشتبہ میں سے ہے اور ایمان والے  
 شبہات کی حد پر لٹک جاتے ہیں جیسا حدیث صحیح میں ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے کہ جس شخص نے ترک کیا شبہات کو بچا لیا اس نے اپنی آبر و اور دین کو اور جو شخص سرحد  
 کے ارد گرد پھرتا تو کھیت میں جا پڑتا بھی اس سے بعد نہیں بالخصوص جب وقت اشعار میں مضامین  
 حسن و عشق کے ہوں تو ان مضامین کا سننے والا کسی نہ کسی بلا میں ضرور جا پھنستا ہے گو دین میں  
 کیسا ہی مضبوط کیوں نہ ہو خصوصاً جب کہ گانے والا صورت شکل اور آواز کا چہا ہو اور عرب  
 میں جو گانا تھا اس میں اکثر اشعار حرب و ضرب و شجاعت و سخاوت وغیرہ کے ہوتے تھے پس  
 جو شخص اپنا دین بچا نا چاہے اور سلامتی کا خواہاں ہو وہ بہت احتیاط رکھے کیونکہ شیطان کے بہت  
 جال ہیں ہر شخص کے واسطے اس کے مناسب حال ایک جال پھیلاتا ہے اور بعض اوقات  
 جس گانے کا ہم نے بیان کیا ہے یہ اس کے بڑے مکرون میں سے ہو جاتا ہے خاص کر ایسے  
 شخص کے لیے جو زمانہ شباب میں ہو آہ۔ رسالہ ابی الروح میں ہے کہ جانب عمل میں احتیاط  
 بھی ہے کہ گانے بجانے سے بالکل پرہیز رکھے کیونکہ یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے مانع نے تو اس کو حرام  
 کہا ہے دوسرا فریق اسکو مباح ٹھہرا رہا ہے اور جب کوئی امر درمیان اباحت اور حرمت کے  
 دائر ہو تو احتیاط اس سے بچنے میں ہے کیونکہ کرنے میں یہ خرابی ہے کہ مانع کے نزدیک یہ شخص  
 حرام کا مرتکب ہوا اور فاسق مرد و النساء ہو گیا جب کہ اس پر اصرار کرنے لگا اور چوڑنے میں  
 مباح کہنے والے کے نزدیک فاسق کیا بلکہ لامت کے قابل بھی نہیں ہوا کیونکہ اس کے نزدیک جو شخص  
 مباح تھا اور ترک مباح سے کسی کے نزدیک بھی گناہ نہیں ہوتا بلکہ ثواب ملتا ہے جب اس نیت سے  
 چوڑے کہ اختلاف سے بچاؤ رہے آہ۔ بخوار و میں ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے  
 سماع کی نسبت پوچھا جس میں اہل طریقت اختلاف کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ ایک  
 پھسلنا پھرتا ہے ہر ایک کا قدم اس پر نہیں جتا مگر عارفین کا لین کا فقہانے فرمایا ہے کہ حبیب



کسی امر میں یہ تردد ہو کہ یہ سنت ہے یا بدعت تو وہاں اُس سنت کا ترک کر دینا چاہیے نیز عوازم میں ہے کہ حضرت جنید رحمہ کا قول منقول ہے کہ میں نے ابلیس سے خواب میں پوچھا کہ ہماری یادوں پر بھی تیرا قابو چلتا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں اُن کے معاملہ میں دق ہو جاتا ہوں کسی طرح اُپر میرا داؤ نہیں چلتا مگر وہ موقع نہیں میں نے اُن موقعوں کو دریافت کیا کہ لگا ایک سماع کا وقت دوسرا کسی پر نظر ڈالنے کا وقت کہ اُس میں اُن کو لے ڈالتا ہوں آہ۔ اُن دلائل سے ثابت ہوا کہ حفاظت دین کے لیے شبہ ناک امور سے بچنا ضروری ہے بالخصوص حضرات صوفیہ کے لیے جن کی نظر میں آداب و مستجاب مثل فرض کے اور مکروہات مثل حرام کے ہوتے ہیں چنانچہ حرز ثمین میں حضرت عاتم اصم کی حکایت ہے کہ ایک بار مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بیان پاؤں اندر رکھا گیا معارنگ مبارک تنغیر ہو گیا اور ڈرتے کا پتہ باہر نکلے۔ پھر دہنا پاؤں اندر رکھا کسی نے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اگر ایک ادب بھی آداب میں سے ترک کر دوں تو اندیشہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو کچھ دیا ہے سب سلب فرما لیوے۔

مقربان راہش بود حیرانی۔ اسی جگہ سے مشہور ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ اس طریق کا تمارت دار و مدار طہارت قلب پر ہے جس قدر طہارت میں مبالغہ ہوگا انوار و اسرار کا نزول ہوگا اور جب مشتبہ امر میں مبتلا ہوگا مل طہارت گمان رہی ملخص فصول وہ گانہ کا یہ ہے کہ اول تو اس عمل کے مباح ہونے میں تردد پھر مباح بھی مانا جائے تو اُس کے شرائط اس کثرت سے ہیں کہ اس زمانہ میں اُسکا ایک جزو بھی نہیں پایا جاتا اور اس سے بھی قطع نظر کیجاوے تو عوام کی حفاظت اور کج رویوں کی مشابہت کا شبہ اور خود اس کا محل خطر ہونا یہ سب امور مقفی احتیاط کو ہیں واللہ تعالیٰ ولی التوفیق و بیذا انرا مة التحقیق حاتمہ

بعض شبہات زبان زو عوام کی تشفی میں بعض لوگ یہ شبہ کیا کرتے ہیں کہ یہ عمل بڑے بڑے اکابر سے منقول ہے پھر قبیح کیونکہ ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اُن حضرات نے شرائط و آداب کی رعایت سے سنا ہے اُس کو کون قبیح کہتا ہے اور اب وہ شرائط مفقود ہیں اس لیے منع کیا جاتا ہے اپنے فعل کو اُنکے فعل پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور اگر اچانک کسی صاحب حال سے بلا اجتماع شرائط یا مجمع عام میں سنا منقول ہو تو سبب اُس کا غلبہ حال بخود ہی



جس میں وہ مغذ وہین مگر دوسروں کو اقتدار جائز نہیں اور اگر بلا اجتماع شرائط وبدون غلبہ حال کسی سے سننا منقول ہو تو بوضاحت روایت جواب یہ ہے کہ اصول شرعیہ میں سے ہے کہ بحر خیر القرون کے کسی کا فعل جفت نہیں اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہم فعل سے اجتماع نہیں کرتے بلکہ اُن کا قول اور فتویٰ بھی ثابت ہے اور بہت سے رسالے اس باب میں لکھے گئے ہیں چنانچہ آجکل ایک مجموعہ رسائل اربعہ فرج الاسماع والبطال دعویٰ الاجماع ولبوارق الاسماع ورسالہ ابی الروح فی السماع شائع ہوا ہے جس میں فتوے چواڑ موجود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ان صاحبوں نے اس زمانہ کے سماع کو مباح نہیں فرمایا حسین بشیر منکرات جمع ہیں چنانچہ رسالہ ابی الروح میں تصریح ہے کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ اُس غنادین ہے جس میں کوئی امر منکر نہ ہو اور غنادین جس میں منکرات کا اقرار ہو جیسا اس زمانہ میں رواج ہے سو کلام و حاشا کہ دو شخص بھی اُس کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتے آہ۔ اور جای رسائل مذکورہ کی عبارتیں اثناسی کلام میں جنہیں ہمارے دعوے کی تائید موجود ہے نقل کر چکے ہیں۔ اب ان سے سماع متعارف کے جواز پر استدلال کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص مفتی شرع سے روٹی کے حلال ہونے کو جسکے غضب و ظلم سے کھانا شروع کر دے کہ مفتی صاحب نے روٹی کو حلال کہا ہے تو صاحب مفتی نے تو روٹی کی ذات کو حلال کہا ہے یہ تو نہیں کہ غضب و ظلم سے جو حاصل کیا جاوے اُس کو بھی حلال کہا ہے اور اگر شرائط و عوارض سے بھی قطع نظر کی جاوے تو غایتہ مافی الباب احوال مذکورہ سے اتنا ثابت ہوگا کہ بعض کے نزدیک مباح بھی ہے اس سے اباحت قطعہ اجماعیہ تو ثابت نہ ہوئی پس جس حالت میں بہت سے اکابر اولیاء منع بھی فرما رہے ہیں جس کا ابھی ذکر آتا ہے تو اسکی اباحت و حرمت میں تردد ہو گیا اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ایسے تردد کی چیز کو ترک کر دینا ضروری ہوتا ہے اب ان اکابر کی ممانعت کے بعض فتوے بطور نمونہ نقل کیے جاتے ہیں حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اگر حاضر ہو اُس میں کوئی گناہ کی بات جیسے طبعیہ اور مزار اور عود اور بانسلی اور رباب اور معارف اور طنبورہ وغیرہ تو اُس جگہ نہ بیٹھے کیونکہ یہ سب حرام ہیں اور تذکرۃ الاولیاء کے مختلف صفحات میں یہ روایتیں ہیں۔ سعید بن جبیر نے تین نصیحتوں میں سے ایک نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے کان کو راگ باج سے بچانا اگرچہ تو کامل ہوا اس لیے



کہ فرامیر آفت سے خالی نہیں اور آخر الامر اپنی خجاست پیدا کرتا ہی ابو سعید خزاز نے فرمایا کہ میں  
 دمشق میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہوئے تشریف لائے ہیں اور میں بجائے خود انگلی اپنے سینہ پر کیا تاہوں  
 اور شعر پڑھتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ اسکی بدی نیکی سے زیادہ ہے یعنی  
 سماع نہ کرنا چاہیے حضرت شیخ نظام الدین اولیا اورح کے ملفوظات میں ہے کہ حضرت شیخ قطب عالم  
 رکن الحق والدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمودند شخصے ناسی زدن گرفت فرمودند منع کف  
 روانیست چون سرود گویان میر سید ندیر منع نی کردند و گاہی بر سر آن نمی شدند تا آنکہ سرودی گفتند  
 روی مبارک بر آوردند و سید ند ذکر نی گویند و غرض داشتیم ذکر نی گویند سرودی گویند این چنین مستغرق  
 بودہ اند سرود شنیدن روانیست کہ القاری والسماع سوا زیرا چہ شنوندہ را نبی منکر واجب اند پس منع  
 بکنند چون بشنود ایضا غزیری رسید منع سماع بسبب چہیست کہ از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مروی ہست

فلا طیب بہا ولا سرائے  
 فعداہ سراقتی و تریاتے

لقد لسعت حية الهوى كبدی  
 الا الحبيب الذي شغفت به

برلفظ مبارک را ندند و ایت صحیح نیست غم صحیح است بر طریق احتمال و الاحتمال ترک واجب و دست  
 بردست نہ زدہ اند و غنقہ نہ کردہ اند باو از خوش طریق شعر خواندہ اند بعد از آن فرمودند دست  
 بردست زدن منع است زیر اچہ تشبہ بہ سرود گویان میشود مگر یک طریق پشت دست راست کہ  
 دست چپ نہ زند چون کہ را بطلبنہ زیر اچہ تشبہ نیست و این معمول مخدوم بودہ است پس روی  
 مبارک برین فقیر آوردند و فرزند من این قوائد کہ گفتم ملفوظ بنویسید پس شتم آہ الروایات کلمہ اخذت  
 من رسالہ انتصیجہ بحار نہ کورہ میں تو علی الاطلاق سماع پر انکار ہی اب بعضی بزرگوں کہ ملفوظات  
 نقل کیے جاتے ہیں جن میں اس زمانہ کے سماع پر بوجہ مفقود ہونے شرائط کے انکار ہی جو اہر غیبی میں  
 مصباح الہدایہ سے مقبول ہے درین زمان سماع ہر وجہیکہ عادت اہل روزگار تصوف  
 رسمیت عین وبال و محل انکار است چہ بیشتر در نیوقت مشاہدہ میرود و بنا بر آن  
 برداعی نفسانی و حظوظ طبعی است نہ بر قاعدہ صدق و اخلاص و طلب مزید حال  
 کہ وضع این طریق در اصل بر آن اساس بودہ است جماعتی را بر حضور مجلس سماع داعیہ



تناول طعام کے دوران مجمع متوقع بود و طائفہ رامیل رقص و لہو و طرب و عشرت و قومی را رغبت  
 بمنشادہ منکرات و مکروہات و جمیع را استجلاب نعم دنیوی و بعضہ را اظہار وجد و حال و کرویہ  
 اگر دم داشتند بازار و این جملہ محض گناہ و عین وبال است و محل انکار اور فوائد الفوائد میں ہے کہ  
 حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ فرمودند کہ چند چیز موجود شود سماع آنگاہ مشنود و آن چہیست سماع  
 ست و سماع و مستمع و آلہ سماع ست و فرمودند سماع گویندہ است میباید کہ مرد تمام باشد و کو دکن  
 عورت نباشد اما سماع اچھے نمی گوید باید کہ ہزل و فحش نباشد اما سماع آنکہ می شنود باید کہ بحق شنود  
 و مملو باشد از یاد حق اما کہ سماع دآن فرامیست چون چنگ و باب و مثل آن باید کہ در میان نباشد  
 انجمن سماع حلال باشد ایک شبہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلان در ویش کو ایسا حال آیا کہ چوٹ  
 لگنے کی بھی خبر نہیں ہوئی اگر یہ عمل باطل ہوتا تو اس میں یہ تاثیر کیوں ہوئی جواب کا سکا یہ ہے کہ  
 بخودی کے اسباب مختلف ہیں کہی غلبہ ذوق باطن سے ہوتی ہے کہی شدت سرور کی کہی فرط غم سے  
 کہی جنون سے کہی کسی نشہ دار چیز کمانے سے کہی ہیجان نفس سے کہی کثرت تجزیہ سے کہی  
 نشاط طبعی سے جس طرح سانپ بین کے آواز سے سمیت ہو جاتا ہے و غیر ذلک اور ظاہر ہے کہ  
 بعض ان اسباب میں محمود ہیں اور بعض مذموم تو مطلق بخودی دلیل حقانیت و مقبولیت  
 کیسے ہو سکتی ہے آپ ایک شبہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلان در ویش نے سماع میں  
 کسی شخص کو لگا ہٹھا کر دیکھا اور وہ لوٹ پوٹ ہو گیا اگر یہ عمل مقبول نہ ہوتا تو اس میں  
 ایسا اثر نہ ہوتا اس کا جواب بھی ظاہر ہے جیسا خود بخود ہو جانا دلیل حقانیت کی نہیں چنانچہ  
 ابی مذکور ہوا اسی طرح دوسرے کو بخود کر دینا ہی دلیل مقبولیت کی نہیں ہو سکتی اصل یہ ہے کہ  
 ایسے تصرفات ثمرات ریاضت سے ہیں۔ خواہ وہ ریاضت حق ہو یا باطل۔ اکثر ساحرا اور  
 جوگی بڑے بڑے کرشمے دکھلا دیتے ہیں اس کو ولایت سے کوئی علاقہ نہیں البتہ اگر ایسے  
 خوارق اتباع سنت کے ساتھ ہوں تو وہ کرامت اور علامت ولایت ہیں ورنہ محض  
 استدراج ہیں ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ خیر ہم میں وہ شرائط جنسے سماع جائز ہوتا ہے  
 نہ سہی۔ لیکن ان حضرات کی صورت بنانے اور نقل کرنے میں بھی بڑی برکت اور انوار ہیں۔ اسلئے  
 ہم تقلیداً اس فعل کو کرتے ہیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ بزرگوں کی صورت



و وضع بنانا بلا شک نہایت خوبی کی بات ہے مگر یہ اُس امر میں ہے جس میں کسی طرح کا خط  
اور ضرر نہ ہو بلکہ وہ خیر محض ہو۔ یہ قاعدہ اُس کے لیے ہے کہ اگر اس درجہ کا خلوص و ذوق شوق  
کسی میں نہ ہوتا ہم صورت بنانا بھی موجب برکت ہے جس طرح نوافل پڑھنا اور دو وظائف پڑھنا  
اُن کا سا لباس پہننا اُن کا سا کلام کرنا انکی طرح چلنا پھرنا وغیرہ ذلک اور جو امر خطرناک ہو اور  
اس کے ارتکاب کی بہت سی شرطیں مقرر ہوں اُس کے لیے یہ قاعدہ نہیں۔ حضرت مولانا سی  
تقلید کی نسبت فرماتے ہیں ۵۰ اور اگر زہرے خور د شہدے بود: تو اگر شہدے خوری  
زہرے بود: اے مری کردہ پیادہ باسوار: سر نخواہی بردا کنون پاسے دار: اور اس قسم  
لکے اور بھی ضعیف ضعیف شبہات ہیں جن کا جواب بعد تحقیق اصول مذکورہ کے ہر شخص  
بخوبی نکال سکتا ہے حاجت بیان نہیں

اب تحریر مذاکو اس وصیت پر ختم کیا جاتا ہے کہ طالب حق پر لازم ہے کہ ہر امر میں طریق  
سلامتی و احتیاط کو اختیار کرے اور طریق احتیاط اس امر میں یہ ہے کہ نفس سماع کو  
مختلف فیہ سمجھے اور اُس میں جو خیالیں مل گئی ہیں اُن میں جنگی برائی دلیل قطعی سے  
ثابت ہے اُن کو حرام قطعی اور جن کی برائی دلیل ظنی سے ثابت ہے اُن کو حرام ظنی جانے  
اور خود اس عمل سے حتی الامکان بچتا رہے اور جس کو مبتلا دیکھے اگر وہ شخص آداب و  
و شرائط کی رعایت رکھتا ہے جس سے نہ اس کو ضرر ہوتا ہے نہ اسکی وجہ سے دوسری کو۔ ایسے  
شخص سے تعرض نہ کرے۔ اور اگر آداب و شرائط کا لحاظ نہیں رکھتا تو اس فعل ہیئت  
کذا ایسے پر تو انکار کرتا رہے۔ مگر فاعل پر علی الاعلان طعن و لعن اور اسکی تفضیح و تہج نہ کرے  
کہ مؤثر بہ فتنہ و موجب عداوت ہے اور نیز ممکن ہے کہ اُس کو کوئی عند خفی ہو یا کسی تاویل سے اُسکا  
ارتکاب کرتا ہو۔ یا غلط فہمی اُس کا باعث ہو اور ان حالتوں میں تشدد و زیان نہیں البتہ  
خلوت میں نرمی سے اگر اُس کو فہمائش ممکن ہو تو دریغ نہ کرے جب تک کہ امید قبول باقی ہو  
اور جب ناامیدی ہو جاوے کہ یہ نہ مانے گا تو اُس سے تعرض چھوڑ دے اور اسکی اصلاح و  
وہایت کر لی اللہ تعالیٰ سیدھا کرتا رہے اور اسکی بڑی احتیاط کرے کہ جن حضرات میں ظاہراً آثار قبولیت اور بزرگی  
کی پائی جاوین اور اکثر اعمال میں شریعت کے پابند ہوں گو بوجہ غلط فہمی یا تاویل ضعیف یا غلبہ



حال یا غلطی فستوائے مفتی کے اُن سے کوئی لغزش صادر ہوتی ہو اُن کی شان میں کسی قسم کی بدزبانی یا بدگمانی نہ ہو ورنہ اُس کا وبال از بس عظیم ہے حتیٰ کہ عداوت اولیاءِ اِحیاءِ ناموجب سلبِ ایمان ہو جاتی ہے۔ عیاذاً باللہ تعالیٰ آمین ۵

ہاں وہاں ترکِ حسینِ بانشہاں	ورنہ اہلیسے شوی اندر جہاں	عیب کم کن بندہ اللہ را
مستم کم کن بدزدی شاہ را	ورنہ باشی پیچ پیچ از بیجاں	پس روہر دیو باشی مستہاں

اللہم اجعلنا من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھد اھم اللہ واولئک ھم اولوالالباب وصل علی سیدنا محمد رسولک وجیلک مع الہ واصحابہ واجعلنا معہم یوم الحساب فی دار الثواب بدعت و ختمت فی کورۃ آتھانہ لھون شہر جمادی الاولیٰ سنۃ ۱۳۱۵ھ

## خاتمۃ الطبع

الحمد لله والمنته کہ رسالہ پر انتفاع مسے بہ حق السماع چکیدہ قلم  
بلاغت رقم حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب  
تھانوی سلمہ القوی بار بتعمیم تام باہتمام کترین محمد غنی احمد  
ابن جناب حاجی محمد عبد الصمد صاحب مالک مطبع ہذا بامہ  
ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ ہجری مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۹ء عیسوی  
در مطبع رزاقی واقع کانپور طبع گردید





# حضرت مولانا حاجی حافظ قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب حقی تھانوی عم فیض کی مفید تصانیف

کلید شنوی - شرح اردو شنوی مولانا اردو ۴  
دفتر اول حصہ اول نہایت عمدہ شرح ہے اردو ۴  
ایضاً دفتر اول حصہ دوم اردو  
رونامی شنوی - یہ صرف دیباچہ کی اردو  
و شرح ایک نظم اور ایک نثر میں ہے اردو ۱  
تعلیم الدین - عقائد - اعمال - اخلاق آداب  
طرز معاشرت - معاملات - تصوف وغیرہ میں  
اس سے اچھی اور کتاب نہوگی - اردو ۶  
فروع الایمان - ایمان کے ستر شعبے قرآن  
و حدیث سے ثابت کیے ہیں بمثل کتاب ہے اردو ۲  
جزائر الاعمال - بھلے اور برے اعمال کی  
دنیاوی سناغ اور مضرتیں بہت مدلل تحریر فرمائی  
ہیں جسے فوراً جی قبول کر لیتا ہے اردو ۱  
اصلاح الرموم - پیدائش سے وفات  
تک مستعد رسوم رائج ہیں انکی اصلاح بلال  
شرعیہ و عقلیہ فرمائی ہے اردو ۴  
حقوق الاسلام - مسلمانوں پر کیا کیا اور  
کس کس کے حقوق ہیں اکثر مسلمان ان باتوں  
سے ناواقف ہیں - اردو ۲

بہشتی زیور - عورتوں کی تعلیم کے لئے  
تالیف ہوئی ہے اسکے دس حصہ ہیں اس میں  
الف بے سے لیکر تمام ضروری مسائل حقوق  
و طریقہ تربیت اولاد و طرز معاشرت و قواعد  
تجوید و اصلاح رسوم مروجہ و اصلاح باطن و تہذیب  
اخلاق و ذکر قیامت و نیک بیبیوں کی حکایتیں  
و حفظ صحت و سلیقہ خانہ داری وغیرہ وغیرہ  
نہایت عمدہ اردو میں تحریر فرمایا ہے دس حصے  
میں کتاب ختم ہوئی ہے فی حصہ اردو ۳۰  
سبق الغایات فی ربط الآیات  
عربی عربی ۸  
الاقتصاد فی بحث التقليد والاجتهاد اردو ۲  
زاوالسعید مع نیل الشفا اس میں نعل شریف  
کا نقشہ اور مجرب درود شریف مع اسناد صحیحہ  
تحریر فرمائے ہیں اردو ۲  
مناجات مقبول - مترجم مع اضافہ  
کاغذ سفید و گندہ مطبوعہ جدید عربی اردو ۵  
ایضاً غیر مترجم مطبوعہ سابق بلا اضافہ عربی اردو ۵  
اس میں قرآن و حدیث کی دلائل بعینہ درج ہیں -

المشتہر شیخ غنی احمد تاجر کتب و مالک مطبعہ زراعی کانپور پکا پور